سورة النساء

آيات ٥٨ - ٦٣

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا
بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِىْ شَىْءٍ
فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ
اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ
مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ
الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۶۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى
الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۚ ﴿۶۱﴾ فَكَيْفَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ
مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّاۤ اِحْسَانًا وَّ
تَوْفِيْقًا ﴿۶۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِىْ قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ
لَّهُمْ فِىْۤ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا ﴿۶۳﴾

سورہ النساء

خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے
اجتماعیت کی اعلیٰ ترین شکل ریاست -
خاندان کی مضبوطی کا دارومدار میاں بیوی، ماں باپ، اولاد، اقرباء، یتامیٰ کے حقوق کے تحفظ
ریاست کا استحکام- داخلی اور خارجی محاذ پر اتحاد و یکجہتی
منافقین ریاست کو کھوکھلا کرتے ہیں
اہل کتاب کو اسلام کی دعوت
اسلامی اجتماعیت کے فرائض میں سے

آیات ۱-۴۳ اسلامی حسن معاشرت کے احکام

امت مسلمہ کو خطاب ۔ احکام شریعت (عائلی، خاندانی حقوق، وراثت، یتامیٰ، جنسی بے راہروی، نکاح، حقوقِ نسواں...)

1

آیات ۴۴-۵۷ اہل کتاب کو خطاب

ان کو دعوت، ان کی گمراہی کا بیان، ان کی اوہام پرستی
نبی اکرم ﷺ پر ایمان نہ لانے کا انجام

2

آیات ۵۸-۵۹ رعایا اور حکومت کے حقوق و فرائض

حقِ امانت کی ادائیگی، عدل و انصاف کی پاسداری و بالادستی
اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اولوالامر کی اطاعت

3

آیات ۶۰-۱۱۵ رسول، نفاق اور جہاد کے مباحث

منافقین کی متضاد اطاعت، انکا جہاد اور رسولؐ کی اطاعت سے گریز، انکی کفر سے ہمدردیاں، مسلمانوں کا ان سے معاملہ

4

آیات ۱۱۶-۱۳۴ بنی اسرائیل اور مشرکین سے خطاب

اولاد ابراہیم کی دونوں شاخوں کو توحید کی دعوت، ان کی گمراہی، ان کی غلط فہمیاں، استبدالِ قوم کی دھمکی

5

آیات ۱۳۵-۱۵۲

اسلام کا نظامِ عدل و قسط قائم کرنے کا حکم
نفاق سے بچنے کی تاکید

6

آیات ۱۵۳-۱۷۵ اہل کتاب (نصاریٰ) کو خطاب

یہود کو بھی خطاب، عیسائیوں کے عقیدے کی تصحیح (کہ وہ قتل نہیں ہوئے، عقیدۂ تثلیث کی مذمت)، اسلام کی دعوت

7

آیات ۱۷۶- آیت کلالہ

قانونِ وراثت کی ایک ذیلی شق کی وضاحت

8

آیات ۵۸-۵۹

رعایا اور حکومت کے حقوق و فرائض

اسلامی کے نظمِ اجتماعی کے تقاضوں کا ذکر

- اسلام کا سیاسی، قانونی اور دستوری نظام کے بنیادی اصول
- جدید ریاست کے تین ستون عدلیہ، مقنّنہ اور انتظامیہ کی تقسیم

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ

اِنَّ اللّٰهَ - بیشک اللہ

يَأْمُرُكُمْ - حکم دیتا ہے تم لوگوں کو

اَنْ تُؤَدُّوا - کہ تم پہنچا دو

(أ د ي) أَدَّى يُؤَدِّي ، تَأْدِيَةً ادا کرنا (II)

تُؤَدُّوا - اصل میں تُؤَدُّوْنَ تھا لیکن (حرف نصب) کی وجہ سے نون (اعرابی) گر گیا

الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا - امانتوں کو ان کے اہل (یعنی اہلیت والوں) کی طرف

وَاِذَا حَكَمْتُمْ - اور جب بھی تم فیصلہ کرو

بَيْنَ النَّاسِ - لوگوں کے درمیان

اَنْ تَحْكُمُوْا - (تو یہ) کہ تم فیصلہ کرو

تَحْكُمُوْا - اصل میں تَحْكُمُوْنَ تھا لیکن (حرف نصب) کی وجہ سے نون (اعرابی) گر گیا

اَنۡ تَحۡكُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمۡ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيۡعًۢا بَصِيۡرًا ﴿۵۸﴾

بِالۡعَدۡلِ - عدل سے

اِنَّ اللّٰهَ - بیشک اللہ

نِعِمَّا - کیا ہی اچھی ہے جو

نِعِمَّا - لفظ مرکب ہے نِعْمَ اور مَّا کا

نِعْمَ حرفِ مدح ہے (کسی چیز کی اچھائی یا تعریف کے لیے)

يَعِظُكُمۡ بِهٖ - وہ نصیحت کرتا ہے تم کو اس کے بارے میں

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ - یقیناً اللہ ہے

سَمِيۡعًا - سننے والا

بَصِيۡرًا - دیکھنے والا

إِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ
تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾

مسلمانو ! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل اہلیت کے سپرد کرو،
اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو، اللہ تم کو
نہایت عمدہ نصیحت کرتا ہے اور یقیناً اللہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے

Allah doth command you to render back your Trusts to those to whom they are due; And when ye judge between man and man, that ye judge with justice: Verily how excellent is the teaching which He giveth you! For Allah is He Who hears and sees all things.

محمد اقبال

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰٓى أَهْلِهَا ۙ وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ

هٰذِهِ الْآيَةُ مِنْ أُمَّهَاتِ الْأَحْكَامِ تَضَمَّنَتْ جَمِيْعَ الدِّيْنِ وَ الشَّرع - (امام القرطبي)

- اس آیت کے بارے میں امام قرطبیؒ نے فرمایا کہ یہ آیت قرآن کریم کے اہم ترین احکام سے ہے۔ اس کے ضمن میں دین اور شریعت کی تمام تفصیلات سمیٹ کر رکھ دی گئی ہیں۔
- اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو وہ طریقہ بتایا گیا ہے جس کو اختیار کرکے وہ بحیثیت امت مسلمہ کے منظم و مستحکم، حق و عدل پر استوار اور اختلاف ونزاع سے ابھرنے والی آفتوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتے ہیں
- **امانت کے مفہوم کی وسعت** ۔ اس آیت کریمہ میں جس امانت کو ادا کرنے اور اس کے حقداروں تک پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے اس کا اطلاق محض کسی کے پاس رکھی ہوئی چیز کو جوں کا توں واپس کر دینے سے کہیں وسیع تر ہے۔ مفسرین کے اقوال کی روشنی میں اس امانت کا اطلاق سب چیزوں پر :

← وہ تمام حقوق وفرائض، خواہ حقوق اللہ سے ہوں یا حقوق العباد سے انفرادی ہوں یا اجتماعی نوعیت کے

← تمام عائلی حقوق وفرائض، تمام معاشرتی حقوق وفرائض، تمام تمدنی حقوق وفرائض، تمام سیاسی حقوق وفرائض، تمام حکومتی حقوق وفرائض، تمام قومی حقوق وفرائض

← ذمہ داری کے تمام مناصب، مذہبی پیشوائی اور قومی سرداری کے مرتبے (Positions of trust) سب اس میں شامل ہیں

إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا ۙ وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ

- کسی اجتماعیت کے انتظامی/سیاسی نظام میں جو مناصب اور ذمہ داریاں ہوں ان کے انتخاب میں رائے دہندگان کی رائے بھی امانت ہے
- گزشتہ آیات کے مضمون کو دیکھا جائے جو اہل کتاب (خصوصاً یہود) کو خطاب پہ مبنی ہے تو یہاں مسلمانوں کو اس حوالے سے حکم دیا گیا کہ تم ان برائیوں سے بچے رہنا جن میں بنی اسرائیل مبتلا ہو گئے۔ بنی اسرائیل کی بنیادی غلطیوں میں سے ایک یہ تھی کہ انھوں نے اپنے انحطاط کے زمانہ میں امانتیں، یعنی ذمہ داری کے منصب اور مذہبی پیشوائی اور قومی سرداری کے مرتبے ان لوگوں کو دینے شروع کر دیے جو نااہل، کم ظرف، بد اخلاق، بد دیانت اور بدکار تھے
- قومی اور حکومتی مناصب پر بد دیانت، جھوٹے، بد کردار، خائن، اسلامی طرزِ حیات سے دور کی زندگی گزارنے والے افراد کو چننے کے لیے اپنی رائے دینا نہ صرف امانت میں خیانت ہے بلکہ یہ جھوٹ کی گواہی بھی ہے (جسے حدیثِ مبارک میں شرک کے بعد کا کبیرہ گناہ بتایا گیا ہے)
- رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جس شخص کو عام مسلمانوں کی کوئی ذمہ داری سپرد کی گئی اور پھر اس نے کوئی عہدہ کسی شخص کو محض دوستی اور تعلق کی وجہ سے بغیر اہلیت معلوم کیے دے دیا اس پر اللہ کی لعنت ہے نہ اس کا فرض مقبول ہے نہ نفل۔ یہاں تک کہ وہ جہنم میں داخل ہو جائے (جمع الفوائد)

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰٓى أَهْلِهَا ۙ وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو سائل نے پوچھا حضور! امانت کیسے ضائع ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی (حکومتی) عہدہ کسی نااہل کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو (صحیح بخاری)
- اس آیت کے ذیل میں مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے لکھا ہے کہ "(اسی طرح ووٹ بھی ایک شہادت اور امانت ہے) جس کے ہاتھ میں کوئی امانت ہے، اس پر لازم ہے کہ یہ امانت اس کے اہل و مستحق کو پہنچا دے۔ حکومت کے مناصب (عہدے) جتنے بھی ہیں، وہ سب اللہ کی امانتیں ہیں، جس کے امین وہ حکام اور افسر ہیں جن کے ہاتھ عزل و نصب کے اختیارات ہیں، ان کے لئے جائز نہیں کہ کوئی عہدہ کسی ایسے شخص کے سپرد کر دیں جو اپنی عملی یا علمی قابلیت کے اعتبار سے اس کا اہل نہیں ہے، بلکہ ان پر لازم ہے کہ ہر کام اور ہر عہدہ کیلئے اپنے دائرہ حکومت میں اس کے مستحق کو تلاش کریں
- قرآن و سنت کی رُو سے یہ واضح ہوا کہ نااہل، ظالم، فاسق اور غلط آدمی کو ووٹ دینا گناہِ عظیم ہے، اسی طرح ایک اچھے، نیک اور قابل آدمی کو ووٹ دینا ثواب عظیم ہے بلکہ ایک فریضہ شرعی ہے (مفتی محمد شفیعؒ)
- انتخابات میں ووٹ کی شرعی حیثیت کم از کم ایک شہادت کی ہے جس کا چھپانا بھی حرام ہے اور اس میں جھوٹ بولنا بھی حرام، اس پر کوئی معاوضہ لینا بھی حرام، اس میں محض ایک سیاسی ہار جیت اور دنیا کا کھیل سمجھنا بڑی بھاری غلطی ہے۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ

- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس آدمی نے کسی شخص کو مسلمانوں کا عامل (گورنر وغیرہ) بنایا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ (علمی اور عملی لحاظ سے) اس سے بہتر شخص موجود ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول کا زیادہ علم رکھنے والا ہے تو اس آدمی نے اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور تمام مسلمانوں کے ساتھ خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔

- آپ ﷺ کا طرزِ عمل - حضرت ابوذر غفاری رض سابقون الاولون میں سے ہیں اور آنحضرت کے ساتھ بہت پہلے کی قربت تھی (آپ نے فرمایا کہ جس نے عیسیٰ ابن مریم کا زہد دیکھنا ہو وہ ابوذر میں دیکھے)۔ اس کے باوجود جب حضرت ابوذر رض نے آنحضرت سے درخواست کی کہ آپ مجھے کسی جگہ کا حاکم مقرر فرمائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا يَا اَبَاذَرٍّ اِنَّكَ ضَعِيفٌ وَاِنَّهَا اَمَانَةٌ وَّاِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ اِلَّا مَنْ اَخَذَ بِحَقِّهَا وَاَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا ، (اے ابوذر! تم ایک کمزور آدمی ہو اور منصب ایک امانت ہے جس کی وجہ سے قیامت کے دن انتہائی ذلت اور رسوائی ہوگی (اس رسوائی سے صرف وہ بچے گا) جس نے اسے حق کے ساتھ لیا اور جس نے پھر اس کا پورا حق ادا کیا)

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا ۙ وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ

حق امانت میں عدل وانصاف پر زور

- آیت کریمہ کا دوسرا حکم ،وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ...
- پہلے ہر سطح کے ملکی مناصب کو سپرد کرنے کے لیے یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہر منصب اللہ کی سپرد کردہ ایک امانت ہے۔اس میں ہدایت یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے سپرد نہ کرنا جن میں اس کی اہلیت نہ ہو اور جو اللہ سے ڈرنے والے نہ ہوں۔ گویا پہلی ہدایت سیاسی نظام سے متعلق ہے کہ سربراہ ریاست کا انتخاب اہلیت کی بنیاد پر ہوگا
- جس ادارے میں حکمران اہل اور اللہ سے ڈرنے والے نہیں ہوں گے اس میں انصاف کی عمل داری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ معاملات کو عدل وانصاف کے مطابق چلانا ہے تو پھر سب سے پہلے ہر منصب پر اہل اور خدا سے ڈرنے والوں کو مقرر کرنا ہوگا
- دوسری ہدایت عدلیہ (نظام عدل) کے بارے میں — جس کو اقتدار کی ذمہ داری کے ساتھ جوڑا گیا ہے جن کو بھی اللہ تعالیٰ اس زمین میں اقتدار بخشتا ہے، اسی عدل کے لیے بخشتا ہے۔ عدل یہ ہے کہ قانون کی نظر میں امیر و غریب، شریف و وضیع، کالے اور گورے کا کوئی فرق نہ ہو، انصاف خریدنی و فروختنی چیز نہ بننے پائے، اس میں کسی جانب داری، کسی عصبیت، کسی سہل انگاری کو راہ نہ مل سکے۔ کسی دباؤ، کسی زور و اثر اور کسی خوف و طمع کو اس پر اثر انداز ہونے کا موقع نہ ملے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا - اے لوگو جو ایمان لائے

اَطِيْعُوا اللّٰهَ - تم اطاعت کرو اللہ کی

وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ - اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی

وَ اُولِي الْاَمْرِ - اور صاحبِ امر (حکم والوں) کی

أُولِى - والے، اصحاب، صاحب

أُولِى الْأَمر - صاحبِ اقتدار

مِنْكُمْ - تم میں سے

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ - پھر اگر تم جھگڑ پڑو

فِيْ شَيْءٍ - کسی چیز میں

فَرُدُّوْهُ - تو لوٹا دو اس کو

رَدَّ يَرُدّ ، رَدًّا - لوٹانا، رجوع کرنا، رد کرنا

اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝٥٩

اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ - اللہ اور رسولؐ کی طرف

اِنْ كُنْتُمْ - اگر تم لوگ

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ - ایمان رکھتے ہو اللہ پر

وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ - اور آخری دن پر

ذٰلِكَ خَيْرٌ - یہ سب سے بہتر ہے

وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا - اور سب سے اچھا ہے بلحاظ انجام کے   (أ و ل)

أَوَّلَ يُؤَوِّلُ ، تَأْوِيْلاً ۔ اصل کی طرف لوٹنا (علم ہو یا فعل) (II) موڑ دینا، انجام تک پہچانا (آخری معنی بتلانا کرنا)

تاویل - ہر کام یا بات کو اس کے آخری مقصد اور ہدف تک پہنچا دینا (اسی سے یہ تفسیر کا ہم معنی)

پھر اس سے مراد عاقبت بھی لی جاتی ہے یعنی انجامِ کار

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ
شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِؕ ذٰ لِكَ خَيۡرٌ وَّ
اَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا ﴿۵۹﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہوئے، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور
اُن لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی
معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی
اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار
سے بھی بہتر ہے

O ye who believe! Obey Allah, and obey the messenger and those of you who are in authority; and if ye have a dispute concerning any matter, refer it to Allah and the messenger if ye are (in truth) believers in Allah and the Last Day. That is better and more seemly in the end.

يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ

اسلام کے مذہبی، تمدنی اور سیاسی نظام کی بنیاد اور اسلامی ریاست کے دستور کی اولین دفعہ

- اسلام جن بنیادوں پر اسلامی ریاست کی تعمیر کا حکم دیتا ہے اور جن بنیادی اصولوں پر تمدن اور سیاسی نظام کی تشکیل کرتا ہے، نہایت اختصار اور ایجاز کے ساتھ بنیادی باتوں اور اساسی اصولوں کو اس آیت کریمہ میں ذکر فرما دیا گیا ہے

- اسلام کے نزدیک سب سے اہم سوال جس کے حل پر انسان کی فلاح و بقا کا دار و مدار ہے وہ یہ ہے کہ انسان کی اطاعت کا اصل مرکز اور اقتدار کا اصل سرچشمہ کون ہے۔ یعنی وہ کونسی ہستی ہے یا وہ کونسی ہستی ہے جسکی اطاعت کرنا اور احکام بجالانا انسانوں کے لیے ضروری ہے اور اسی بات پر انسانوں کی فلاح کا دار و مدار ہے

اس کے لیے انسانی اجتماعیت میں ایک ایسا آئین اور دستور ضروری ہے، جو تمام لوگوں کے حقوق و فرائض کی آگاہی دے اور ہر فرد اور ہر ادارے کے سامنے ان کے حدود کار کا تعین کرے۔ یہ آئین اور دستور اجتماعی اور انفرادی زندگی کی اساس ہے

- دوسری چیز جو ضروری ہے وہ ایک قوت حاکمہ ہے جو اس بات کی نگرانی کرے کہ کیا آئین اور دستور کی پابندی کی جا رہی ہے یا نہیں، کیا افراد اور ادارے اپنی حدود سے تجاوز تو نہیں کر رہے، کیا عدالتوں میں لوگوں کو انصاف مل رہا ہے یا نہیں، جن کے ساتھ قانون کی خلاف ورزی کی وجہ سے زیادتی ہوئی ہے۔ اور اسی طرح اس اجتماعیت نے اپنے لیے زندگی گزارنے کے جو اصول وضع کیے ہیں، یا اس کی روح سمیت اس کا احترام کیا جا رہا ہے؟ ان دو بنیادی چیزوں کی پابندی کے بغیر کوئی اجتماعیت بھی وجود میں نہیں آسکتی آ جائے تو بقا ممکن نہیں

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ

- آئین وضع کرنے والی طاقت کُل سی ہے اور وہ کُل سی قوت حاکمہ ہے جس کا دیا ہوا آئین غیر مشروط اور واجب الاطاعت ہے اور اسی کے نام پر بننے والی حکومت اس آئین کی پابندی کرانے کی پابند ہے؟
- دنیا نے آج تک اس کے مختلف جوابات دیے ہیں اور اسی کے نتیجے میں دنیا نے ہمیشہ مختلف نظاموں کا تجربہ کیا ہے

1. بادشاہت کا نظام - بادشاہ ایک ایسا فرد ہوتا ہے جو کسی کا انتخاب نہیں ہوتا۔ وہ اپنی طاقت کے بل بوتے پر اپنی حکومت بنانے میں کامیاب ہوتا ہے اور پھر یہ حکومت وہ اپنے خاندان اور اولاد میں چھوڑ جاتا ہے۔ اس نظام کا امتیازی پہلو یہ ہے کہ اس میں کوئی ایسا آئین نافذ نہیں ہوتا جسے لوگ اپنی مرضی سے بناتے ہوں بلکہ بادشاہ کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ آئین کی حیثیت رکھتا ہے آئین کے اوراق کی حیثیت اس وقت تک ہے جب تک اسے بادشاہ کی تائید ہے، لوگوں کے حقوق و فرائض در حقیقت بادشاہ کی عطا اور دین ہوتے ہیں۔
2. عسکریت - جب عسکری جرنیلوں کو اپنی طاقت کا احساس ہونے لگا تو آمریت وجود میں آئی۔ کہنے کو تو یہ بادشاہت سے ایک مختلف چیز ہے کیونکہ اس میں میراث نہیں چلتی لیکن اپنی حقیقت کے اعتبار سے اس میں اور بادشاہت میں کوئی اساسی فرق نہیں ہوتا۔ بادشاہت میں لوگ بادشاہ کی اطاعت کرتے ہیں اور آمریت میں آمر اور ڈکٹیٹر کی اطاعت کرتے ہیں۔ دونوں میں آئین اور قانون کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔
3. جمہوری نظام حکومت - جسے عوام کی حکومت کا نام دیا گیا! عوام کے نمائندے اپنی آزادانہ مرضی سے اپنا آئین بناتے ہیں اور حکومت اسی آئین کے مطابق نظام حکومت چلانے کی پابند ہوتی ہے

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ

- لیکن اس کی حقیقت بھی ایک خوشنما نعرے سے بڑھ کر نہیں۔ اکثر ممالک میں جمہوریت برسر اقتدار گروہ، پارٹی، طاقت یا مقتدرہ کی لونڈی کے سوا کچھ نہیں ہو۔ غاصب وہ آئین کو بھی موم کی ناک بنائے رکھتے ہیں اور جمہوریت کے سرچشمے کا نام لے لے کر اپنی خواہشات اور اپنی حکومت کے مطابق نظام چلاتے ہیں
- **اصل خرابی** ۔تینوں نظام ہائے حکومت میں اصل خرابی اہسلب کو غیر معمولی اختیارات کا مل جانا ہے
- ل تینوں میں ایک نقطہ اشتراک پایا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ ہر صوبہ میں انسانوں کی اطاعت کی جاتی ہے۔ اہسلب اہسلب کی چاکری کرنے پر مجبور ہے۔ غلامی کا دور بظاہر ختم ہو گیا لیکن حقیقت میں غلامی کی شکلیں بدل گئیں لیکن اس کی روح پوری طرح زندہ ہے۔ سب کی بنیادی روح ل اہسلب کی غلامی یا اطاعت ہے۔
- اہسلب کی عظمت انسانیت کی بقا میں ہے، انسانیت اخلاقیات کی پابندی کا دوسرا نام ہے، تو پھر ہمیں ایک ایسے نظام کو اختیار کرنا ہوگا، جس میں سرچشمہ اقتدار اور سرچشمہ آئین و قانون عوام نہ ہوں بلکہ وہ ذات ہو جو انسانوں کی خالق ہے۔ جس نے انسانی فطرت وجبلت کو پیدا فرمایا۔ جو انسانی طبیعت اور اس کے مزاج کو سمجھتی ہے۔ جس کے علم میں ہے کہ انسانی زندگی کی اصلاح کن اصولوں کی پاسداری میں ہے۔ اور وہ کیا پابندیاں ہیں، جن کو اختیار کر لینے کے بعد انسانیت کا سفر محفوظ جاری رہ سکتا ہے۔ انسانوں کو حقوق بھی میسر آتے ہیں اور انسانی تہذیب بھی ترقی کرتی ہے۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ

اسلام میں امر و اطاعت کے مراکز (کتاب اللہ کی طرح سنت کی دائمی حیثیت)

1. اسلامی نظام میں اصل مطاع اللہ تعالیٰ ہے۔ ایک مسلمان سب سے پہلے بندہ خدا ہے، باقی جو کچھ بھی ہے اس کے بعد ہے۔ مسلمان کی انفرادی زندگی، اور مسلمانوں کے اجتماعی نظام، دونوں کا مرکز و محور خدا کی فرمانبرداری اور وفاداری ہے۔ دوسری اطاعتیں اور وفاداریاں صرف اس صورت میں قبول کی جائیں گی کہ وہ خدا کی اطاعت اور وفاداری کی مدمقابل نہ ہوں بلکہ اس کے تحت اور اس کی تابع ہوں۔ ورنہ ہر وہ حلقہ اطاعت توڑ کر پھینک دیا جائے گا جو اس اصلی اور بنیادی اطاعت کا حریف ہو (لاَ طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ)

2. اسلامی نظام کی دوسری بنیاد رسول کی اطاعت ہے۔ یہ کوئی مستقل بالذات اطاعت نہیں ہے بلکہ خدا کی اطاعت کی واحد عملی صورت ہے۔ رسول اس لیے مطاع ہے کہ وہی ایک مستند ذریعہ ہے جس سے ہم تک خدا کے احکام اور فرامین پہنچتے ہیں۔ ہم خدا کی اطاعت صرف اسی طریقہ سے کر سکتے ہیں کہ رسول کی اطاعت کریں۔ کوئی اطاعت خدا رسول کی سند کے بغیر معتبر نہیں ہے، اور رسول کی پیروی سے منہ موڑنا خدا کے خلاف بغاوت ہے۔(مَن أطَاعَنِي فقَدْ أطَاعَ اللَّهَ، ومَن عَصَانِي فقَدْ عَصَى اللَّهَ)

دنیا میں جب بھی کبھی کسی مذہب کو نقصان پہنچا ہے اور مذہب کے ماننے والوں نے اللہ کی اطاعت میں کمزوری دکھائی ہے اور آہستہ آہستہ خواہشات کے پیروکار بنتے چلے گئے اور اپنے دین کو انھوں نے موم کی ناک بنا دیا۔ اور اللہ کی کتابیں لوگوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن گئیں۔ اس المیہ کا آغاز اس وقت ہوا جب لوگوں کا تعلق اللہ کے رسول سے کمزور پڑا، رسول سے جذباتی رشتہ ٹوٹا، اس کی اطاعت اور پیروی تاویلوں کی نذر ہو گئی، رفتہ رفتہ اس کی سنت مٹتی چلی گئی۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ

3. تیسری اطاعت جو اسلامی نظام میں مسلمانوں پر لازم ہے وہ اولوالامر کی اطاعت ہے جو خود مسلمانوں میں سے ہو۔ اللہ اور رسول کے ساتھ تو مستقلاً اطیعوا کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت مستقل بالذات ہے لیکن اولوالامر کے ساتھ مستقل اطیعو کا ذکر نہیں کیا گیا اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ اولوالامر کی اطاعت مستقل بالذات نہیں ہے، بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ماتحت ہے

- اولی الامر سے کیا مراد ہے؟
- اولی الامر کے مفہوم میں وہ سب لوگ شامل ہیں جو مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کے سربراہ کار ہوں، خواہ وہ ذہنی و فکری رہنمائی کرنے والے علماء ہوں، یا سیاسی رہنمائی کرنے والے لیڈر، یا ملکی انتظام کرنے والے حکام، یا عدالتی فیصلے کرنے والے جج، یا تمدنی و معاشرتی امور میں قبیلوں اور بستیوں اور محلوں کی سربراہی کرنے والے شیوخ اور سردار۔ غرض جو جس حیثیت سے بھی مسلمانوں کا صاحب امر ہے وہ اطاعت کا مستحق ہے، اور اس سے نزاع کرکے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں خلل ڈالنا درست نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ خود مسلمانوں کے گروہ میں سے ہو، اور خدا اور رسول کا مطیع ہو۔ یہ دونوں شرطیں اس اطاعت کے لیے لازمی شرطیں ہیں - السَّمْعُ والطَّاعَةُ علَى المرْءِ المسْلِمِ فِيما أحَبَّ وكَرِهَ، ما لَمْ يُؤْمَرْ بمَعْصِيَةٍ، فإذا أُمِرَ بمَعْصِيَةٍ فلا سَمْعَ ولا طاعَةَ - مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے اولی الامر کی بات سنے اور مانے خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند، تاوقتیکہ اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے۔ اور جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر اسے نہ کچھ سننا چاہیے نہ ماننا چاہیے

فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ ؕ ذٰ لِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا ﴿59﴾

- چوتھی بات جو آیت زیر بحث میں ایک مستقل اور قطعی اصول کے طور پر طے کر دی گئی ہے یہ ہے کہ اسلامی نظام میں خدا کا حکم اور رسول کا طریقہ بنیادی قانون اور آخری سند (Final authority) کی حیثیت رکھتا ہے

- مسلمانوں میں اختلاف کی صورت میں (جو حکم شریعت معین کرنے کے بارے میں ہو سکتا ہے، کسی نص شرعی کی تعبیر و تاویل میں اختلاف رائے ہو جائے یا کسی امر اجتہادی میں اختلاف پیدا ہو جائے، غیر منصوص معاملات میں کتاب و سنت کی موافقت کے تعین میں ہو جائے، اولوالامر اور عوام کے درمیان ہو یا خود اولوالامر کے اندر آپس میں بھی ہو سکتا ہے) اس میں فیصلہ کے لیے قرآن اور سنت کی طرف رجوع کیا جائے گا اور جو فیصلہ وہاں سے حاصل ہو گا اس کے سامنے سب سر تسلیم خم کر دیں گے۔

- اس طرح تمام مسائل زندگی میں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کو سند اور مرجع اور حرف آخر تسلیم کرنا اسلامی نظام کی وہ لازمی خصوصیت ہے جو اسے کافرانہ نظام زندگی سے ممیّز کرتی ہے۔ جس نظام میں یہ چیز نہ پائی جائے وہ بالیقین ایک غیر اسلامی نظام ہے (سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ)

- زندگی کے مسائل کے لیے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی طرف رجوع سے مراد میونسپلٹی اور ریلوے اور ڈاک خانہ کے قواعد و ضوابط نہیں۔ مسلمان کو جو چیز کافر سے ممیّز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ کافر مطلق آزادی کا مدعی ہے، اور مسلمان فی الاصل بندہ ہونے کے بعد صرف اس دائرے میں آزادی کا خواہاں ہوتا ہے جو اس کے رب نے اسے دی ہے۔ کافر اپنے سارے معاملات کا فیصلہ خود اپنے بنائے ہوئے اصول اور قوانین اور ضوابط کے مطابق کرتا ہے اور سرے سے کسی خدائی سند کا اپنے آپ کو حاجت مند سمجھتا ہی نہیں، اس کے برعکس مسلمان اپنے ہر معاملہ میں سب سے پہلے خدا اور رسول ﷺ کی طرف رجوع کرتا ہے

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ﴿۵۹﴾

○ قرآن مجید چونکہ محض کتاب آئین ہی نہیں ہے بلکہ کتاب تعلیم و تلقین اور صحیفہ وعظ و ارشاد بھی ہے، اس لیے پہلے فقرے میں جو قانونی اصول بیان کیے گئے تھے، اب اس دوسرے فقرے میں ان کی حکمت و مصلحت سمجھائی گئی ہے۔ اس میں دو باتیں ارشاد ہوئی ہیں

1. ایک یہ کہ مذکورہ بالا چاروں اصولوں کی پیروی کرنا ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ مسلمان ہونے کا دعویٰ اور ان اصولوں سے انحراف، یہ دونوں چیزیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔
2. دوسرے یہ کہ ان اصولوں پر اپنے نظام زندگی کو استوار کرنے ہی میں مسلمانوں کی بہتری بھی ہے۔ صرف یہی ایک چیز ان کو دنیا میں صراط مستقیم پر قائم رکھ سکتی ہے اور اسی سے ان کی عاقبت بھی درست ہو سکتی ہے۔

○ یہودیوں کی اخلاقی و دینی حالت پر تبصرے کے معاً بعد یہ نصیحت مسلمانوں کو کی جا رہی ہے، گویا انہیں متنبہ کیا گیا ہے کہ تمہاری پیش رو امت دین کے ان بنیادی اصولوں سے منحرف ہو کر جس پستی میں گر چکی ہے اس سے عبرت حاصل کرو۔ جب کوئی گروہ خدا کی کتاب اور اس کے رسول کی ہدایت کو پس پشت ڈال دیتا ہے، ایسے رہنماؤں کے پیچھے لگ جاتا ہے جو خدا رسول کے مطیع فرمان نہ ہوں، تو وہ ان خرابیوں میں مبتلا ہونے سے کسی طرح بچ نہیں سکتا جن میں بنی اسرائیل مبتلا ہوئے۔

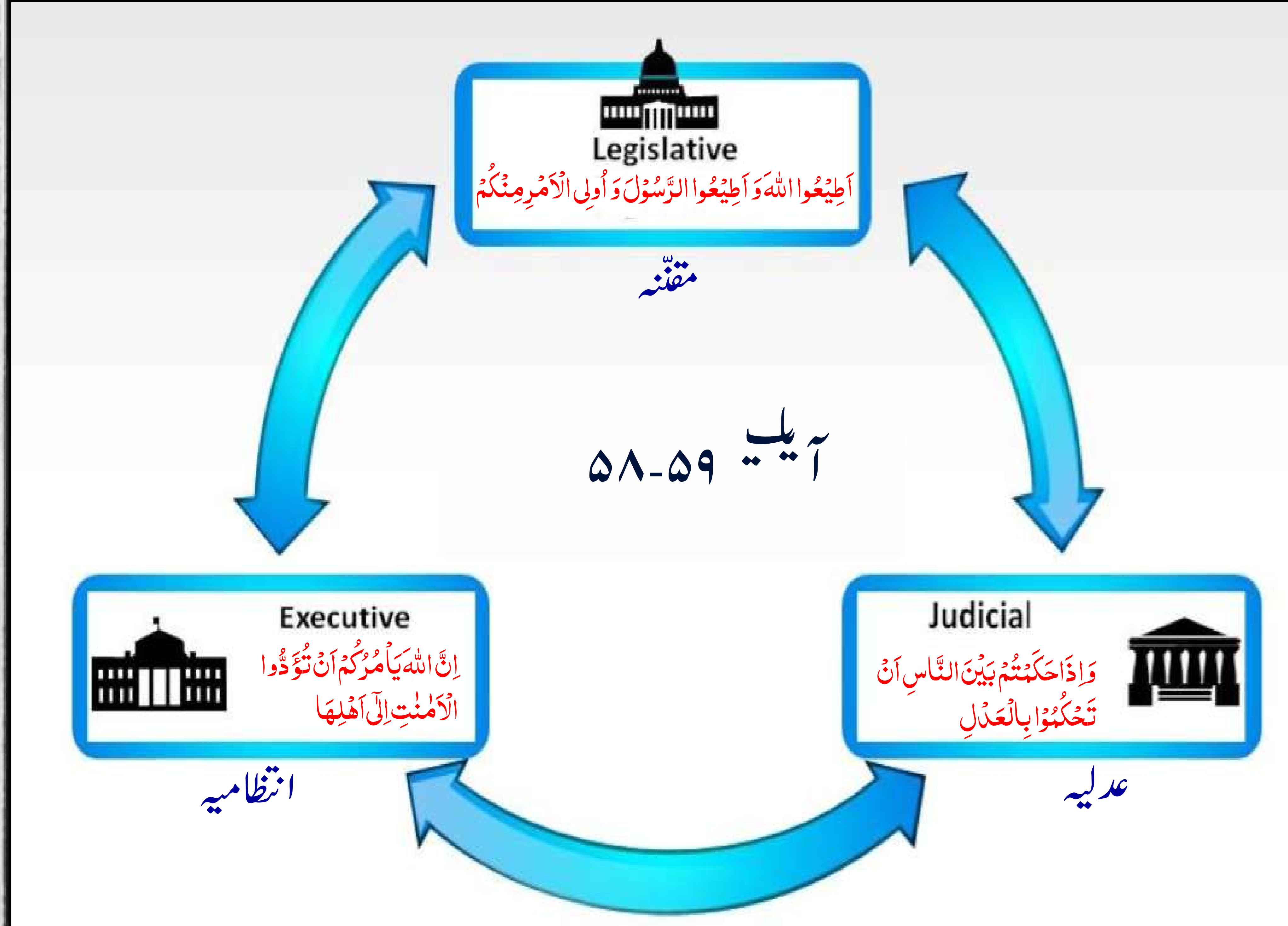

Legislative
اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ
مقنّنہ
آیت ۵۸-۵۹
Executive
اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُكُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا
الۡاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهۡلِهَا
انتظامیہ
Judicial
وَاِذَا حَكَمۡتُمۡ بَيۡنَ النَّاسِ اَنۡ
تَحۡكُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ
عدلیہ